عقیدہ کی اہمیت

عقیدہ کی اہمیت

خطبات

(13)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن حکیم میں عقیدہ لفظ استعمال نہیں ہوا ہے لیکن اس لفظ کا مادہ عین قاف دال (ع ق د) استعمال ہوا ہے۔لغوی لحاظ سے اس لفظ کا معنیٰ مضبوطی سے گرہ باندھنا ہوتا ہے۔ کسی بات کو مؤکد کرنا بھی عقد ہوتا ہے۔''العقدہ'' عہد و پیمان ہوتا ہے۔''عقدہ'' گرہ ہوتی ہے۔''العقدہ لسانی'' زبان میں روانی کا نہ ہونا ہے۔''عقدیے'' کا مفہوم معمہ ہوتا ہے، ان تمام معانی کوملحوظ خاطر رکھا جائے تو عقیدہ وہ بات ہوتی ہے جو دل میں مضبوطی سے جم جاتی ہے۔قرآن حکیم نے ایمان لفظ استعمال کیا ہے۔اس کا مفہوم اساسی یہ ہوگا کہ وہ اوامر، احکام شعائر اور ضروری مسائل جن کے ماننے پر اخروی نجات کا انحصار ہو وہ عقائد کہلاتے ہیں اور انہیں تسلیم کرنے سے انسان جنت کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر انہیں نہ مانا جائے تو اخروی نعمتوں سے محرومی نصیبہ بن جاتا ہے۔

اسلامی معاشرہ کی اساس

معاشرہ ضروری رشتوں سے مل کر تخلیق پاتا ہے۔عام طور پر انسان کو لازمی جن لوگوں سے مل کر زندگی گزارنی ہوتی ہے وہ دس قسم کے ہوتے ہیں: ماں باپ، بہن بھائی، چچے پھوپھیاں، ماموں خالائیں، دادے دادیاں، نانے نانیاں، بہویں بھاوجیں، نواسے پوتے، ساس سسر اور اڑوسی پڑوسی۔خاندانوں کی یہی ترکیب معاشرہ کی تخلیق کرتی ہے جب ان مناسب معاملات میں حقوق و فرائض کا میزان اسلامی ہو تو ایسے معاشروں کے رہائشی انداز کو اسلامی معاشرت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اسلام میں نظامِ معاشرت کی بنیاد عقیدہ ہوتی ہے۔اس لیے کہ ہر انسان سے

مطلوب ہوتا ہے کہ وہ اسلامی عقیدے کا حامل ہوتا کہ وہ زندگی میں اپنا مقام، اس کائنات کے ساتھ تعلق اور مقصدِ زندگی کی پہچان کر سکے۔ عقیدہ ہی انسان کی فکر، اس کے کردار اور انسانی سارے اقدامات میں رہنمائی کرتا ہے۔ انسان اس وقت بکھر جاتا ہے جب اس کے عقیدے اور اس کی معاشرت میں تضاد ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص اسلام پر عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مل جل کر رہتے ہوئے اسلام ہی کو تلاش کرتا ہے اور وہ اسلام ہی کی بقا کے لیے سوچتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دین کی مدد کرے اور دین سے مدد لے تاکہ مقاصدِ زندگی کی تکمیل ہو ایک صاحبِ عقیدہ شخص ہی اسلام کے ثمرات سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ تصادم معاشرت میں انسان کو کبھی کبھی منفی نتائج بھی بھگتنے پڑتے ہیں اسی اصول پر رنگ، نسلیں، قبیلے، زبانیں، علاقے اور پیشے سب عقیدے کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

عقیدۂ صالحہ کی پہلی کرن

یوں تو عقائد میں وہ سب کچھ ہے جو اللہ کی طرف سے رسول معظم ﷺ نے دیا ہے لیکن سوچوں میں آسانی کے لیے دھیان سارے کا سارا ایمان اور اسلام کے مجموعی نظام کی طرف رکھا جائے۔

ایمان قلبی تصدیق کا نام ہے۔ بے شک اس میں زبان سے اقرار بھی شامل ہے جبکہ اسلام، اعمال کے آشکار ہو کر حسنِ اثر کا نام ہے۔ ایک حقیقت جب دل اور روح میں ہو تو وہ ایمان کہلاتی ہے اور جب وہی چیز اعمال کا حسن و جمال بن کر بدن سے ظاہر ہونے لگ جائے تو اسلام کے نام سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔ جب نورِ تصدیق دل سے شروع ہو کر بدن میں اپنا اثر چھوڑے تو اسے ایمان کہہ دیتے ہیں اور عمل کی روشنی ظاہر سے شروع ہو کر دل میں اطمینان پیدا کرے یہ اسلام ہوتا ہے۔ ایک ہی جلوے کے دو روپ ہیں، روحانی نقشے، جذبے، سوچیں اور عزائم ایمان کی حقیقت میں آتے ہیں جبکہ ظاہری عملی اظہارات سے اسلامی شعائر کی تصویریں جلوہ گری کرتی ہیں۔ ایمانی مقاصد ایک یقین محکم کی ترکیب کو ہر جگہ نافذ کر دیتے ہیں۔ صاحبِ عقیدہ جہاں اللہ کی توحید کو مانتا ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، تمام رسولوں کو برحق جانتا

ہے اور اشرف الانبیاء کو سب کا امام تسلیم کرنے کے بعد وہ جو دین تسلیم کرتا ہے اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہتا ہے۔ آپ کے آل واصحاب سب ہی سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتا ہے۔ رسولی نسبتیں اس کے لیے مظہرِ ایمان ہوتی ہیں ۔ صاحب عقیدہ شخص ایمان اور اسلام کی طرف سے ہر ذمہ داری پوری کرتا ہے۔ قرآن مجید اس کے افکار کا مرکز ہوتا ہے اور اس کا باطن اخروی نعمتوں کے حصول کے لیے ہمہ دم بے تاب رہتا ہے۔ وہ موت سے ڈرتا نہیں بلکہ جنت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے موت کو ایک وسیلہ جانتا ہے۔

مضبوط معاشرے کی بنیاد ایمان ہی ہوسکتا ہے

معاشروں ،تہذیبوں اور تمدنوں کی تاریخ خوفناک ہے۔ لوگ آندھی کی طرح چھائے ہیں لیکن جھاگ کی طرح مٹ گئے ہیں۔ وہ قومیں جن کی معاشرت کی بنیاد عقیدہ نہیں بلکہ رنگ پیشہ، قوم قبیلہ اور تعامل اور رفاہیت ناقصہ تھی وہ زیادہ تر چل نہیں سکی ہیں بلکہ خرافات اور اوہام کے عشق نے انہیں تباہ کر کے رکھ دیا۔ یہ اعزاز صرف اور صرف اسلام کو حاصل رہا کہ اس نے معاشرت کی اساس عقیدہ پر رکھی اور معمولات کی پرکار اسی مرکز پر پھیری۔ یہ اسلامی عقیدہ ہی تھا جس نے انسانیت کو کرامت اور عزت سے نوازا اور زندگی کی مقصدیت نے تعمیرِ حیات کا ایک انوکھا کردار نبھایا۔ اس جملہ میں کتنی جان ہے:

کلکم لآدم و آدم من تراب

’’تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے ہیں‘‘۔

یہ بات ذہن میں رکھیں

قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو ناقصاں را پیر کامل اور کاملاں را رہنما ہے۔ قرآنی ہدایت سے معاشرت سازی کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ غیب کے ساتھ ایمان کو مضبوط کیا جائے اور قرآن حکیم نے ہمیشہ ایمان کی ضرورت کو مقدم رکھا اور ایمان بلاشبہ یہ ماحول پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ اس لیے کہ قرآن حکیم کے مطابق عملِ صالح ایمان کا ایک لازمی حصہ

ہے۔ یہ عملی اور روحانی ریاضت انسان میں شعور پیدا کرتی ہے کہ جب کوئی حقیقت ذہن میں رسوخ پیدا کرلے کہ اللہ ہی ہے جس سے وابستگی ربوبیت کے اعتراف کا وسیلہ ہے اس مقام پر انسانی وجود کے تمام تر عناصر ایک دوسرے کی رفاقت میں اعتماد اور بھروسے سے بہرہ ور ہوجاتے ہیں۔ اس مقام عشق میں بندہ جزوی مومن نہیں رہتا بلکہ زندگی کے تمام تر عناصر پر ایمان محیط ہو جاتا ہے۔ یہ ایمان ہی ہے جس کے ساتھ آفاق اور انفس اپنے اسرار و رموز ڈھیر کرتے رہتے ہیں۔ ایک صاحبِ فکر نے صحیح لکھا ہے کہ ایمان والوں کے سامنے روحانی معجزے خودرو پودوں کی طرح اگتے رہتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں معمولات

اسلامی معاشرت کی جان اعتدال ہے۔ یہی وہ وصفِ روحانی ہے جو صفات حسنہ کی جلوہ گری میں مدد دیتا ہے۔ کسی بھی صف میں جو حدّ وسط ہوتی ہے وہ اس کے خوب تر ہونے کی نشانی ہوتی ہے، مثلاً فضول خرچی اور کنجوسی میں اعتدال سخاوت اور انفاق ہے۔ ہر وہ جگہ جہاں افراط اور تفریط نہیں ہوں گے وہاں اعتدال اور توسط کا مفہوم جلوہ گر ہوگا۔

آفاقیت اور جامعیت

اسلام کی آفاقیت اور اس کے دینِ فطرت ہونے کا ثبوت اس حقیقت میں مضمر ہوتا ہے اس لیے کہ یہ نسلِ انسانی کے قائم رکھنے کے لیے خدا کا مقرر کردہ ہے اور یہ تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لیے ہے اور یہ اسلام ہی ہے جو انسانی رویوں اور کردار کی اصلاح کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

اخوت اور بھائی چارہ

اسلام رنگ، علاقہ اور نسل کی بنیاد پر ارتباط شہریت نہیں کرتا ہے بلکہ دینی بنیاد پر اخوت اور بھائی چارے کی تحریص دلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

> ”تو مؤمنوں کو دیکھے گا کہ وہ آپس میں رحم کرنے والے باہمی الفت و محبت میں ایک جسم کی طرح ہیں اگر اس جسم کا کوئی ایک عضو بیمار پڑتا ہے تو باقی تمام جسم بھی

بے خوابی اور بخار کے ساتھ بے چین ہو جاتا ہے''۔

سادگی

ڈاکٹر محمد اشفاق لکھتے ہیں:

''سادگی زندگی میں بہت ہی آسانیاں لاتی ہے۔ دکھاوا، تصنع اور ناگفتہ بہ مالی بوجھ لاتعداد معاشرتی برائیاں جنم دیتے ہیں۔ تمام مذاہب میں اسلام ہی وہ دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو سادگی کی ترغیب دلاتا ہے طعام، لباس، فکر و گفتگو اور آداب میں اسلام کی تعلیمات ظاہر ہیں ہر جگہ سادگی کا تغلب رہتا ہے''۔

پاکیزگی اور طہارت

اسلام اندرونی اور بیرونی ہر قسم کی پاکیزگی پر زور دیتا ہے۔ پاکیزہ خیالی، پاکیزہ دلی، طہارتِ نفسی، لطافتِ ملابسی یہاں تک کہ روزی کے پاک ہونے کی اسلام بات کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صفائی نصف ایمان ہے''۔

لغویات سے پرہیز

ایک مسلمان کی سوچ نہایت صائب ہوتی ہے۔ وہ وقت کو دولت تصور کرتا ہے۔ زندگی میں مقصد کو اہمیت دینا اسلامی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ مسلمان کو یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ لاحاصل مشاغل میں وقت کھپائے۔ اسے تو زندگی کے ایک ایک لمحہ کو ضائع ہونے سے بچانا ہوتا ہے۔ کھیل تماشا اور لغو معمولات سے مسلمان کو نفرت ہوتی ہے۔

انسانی مسادات

یہ اسلامی معاشرہ کی روح اور اس کا مغز ہے۔ اسلامی قانون کی نظر میں فضیلتیں رنگ، نسل اور ذات قومیت کی بنیاد پر طے نہیں پاتیں۔ اسلام میں فضیلت کا معیار تقوی اور کردار ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں مگر تقویٰ کی وجہ سے تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو اللہ سے زیادہ خوف رکھتا ہے''۔

رواداری

اسلام کے امتیازی خصائص میں اعلیٰ وارفع قدر برداشت اور رواداری ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس میں کوئی عقیدہ رکھنے پر زبردستی نہیں ہوتی بلکہ ہر شخص کو عقیدے کے انتخاب میں آزادی ہے۔ قرآن مجید کا دعویٰ ہے:

''دین میں کوئی جبر اور سختی نہیں ہے''۔

قانون کی حاکمیت

اسلام میں ملوکیت کا تصور مفقود ہے۔ اسلام قانون کی حکمرانی پر یقین رکھتا ہے۔ عدل، انصاف اور دیانت داری اسلام میں پسندیدہ ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ ایک شہزادہ اور ایک عام مزدور اسلام کی نظر میں برابر ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو چاہئے کہ انہی اقدار اور شعائر اور شرائع کو قوت دیں۔

مادیت اور روحانیت کا امتزاج

اسلام کے علاوہ جو معاشرے ہیں ان میں اہمیت صرف مادی ضرورتوں کو دی جاتی ہے لیکن اسلام مادی علائق کے علاوہ روحانی ضرورتوں کو سمجھتا ہے اور اس میں وہ معمولات موجود ہیں جن سے مادی اور روحانی ساری ضرورتیں پوری کی جاسکتی ہیں۔

ایک خاص بات

ایسا معاشرہ جس میں عبادت نہ ہو اور اللہ کا ذکر نہ ہو وہ معاشرہ اسلام کے نزدیک انارکی اور بحران کا شکار ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں حسین رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہر وقت ہوتی ہے جبکہ یزیدوں کی دین نفی کرتا ہے۔ جہاں ظلم اور زیادتی کو طاقت دی جائے وہ لادین معاشرہ ہوتا ہے۔ اسلام کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ جہاں یہ ہوگا عبادت گاہوں کے مینار اونچے ہوتے دکھائی دیں گے۔

لادین معاشرے میں مسجدیں گرائی جاتی ہیں، مدرسوں کی چٹائیاں سمیٹی جاتی ہیں اور علم پڑھانے والے زاویوں کو ویران کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔

سامعین!

آخر میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ اسلامی تہذیب اور اسلامی معاشرہ دنیا بھر کے معاشروں سے امتیاز رکھنے والی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا دین سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اقبال نے کتنا عمدہ اظہار خیال کیا ہے:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

❀❀❀❀❀